سوال

(404) سودی بیع اور نقد ادھار خرید و فروخت میں فرق کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

1۔ایک شخص نے ایک شخص سے مبلغ دس روپیہ لیا اس شرط پر کہ آئندہ پوس مہینے میں فی روپیہ ایک من غلہ دوں گا۔ بایع یعنی روپیہ دینے والے نے بھی اس شرط کو قبول کرلیا۔ جب یوم معہود پہنچا تو بائع نے غلہ طلب کیا۔ مشتری نے عذر پیش کیا کہ امسال غلہ تو ہوا ہی نہیں بائع نے زجر و توبیخ کا آغاز کیا کہ مجھ کو ایک من غلہ دے دو اس وقت ازروئے نرخ خرید و فروخت کے دس من غلہ کے یہ نرخ تین روپیہ من کے حساب سے مبلغ تیس روپیہ ہوتے ہیں آیا دس من غلہ دیتے ہو یا تیس روپیہ؟ مشتری بوجہ عدم دستیاب غلہ آئندہ تیس من غلہ دینے کا وعدہ کیا۔ تب بائع نے مشتری سے کہا کہ روپیہ بلا شرط آئندہ کے وعدہ پر نہیں چھوڑوں گا آئندہ فی روپیہ کیا حساب غلہ دوگے؟ مشتری نے پھر روپیہ من غلہ دینے کا وعدہ کیا اب یہ بیع و شراء شرعاً جائز ہے یا نہیں اور جو دس سے بیس روپیہ انتفاع حاصل ہوئے سود ہے یا نہیں؟

2۔آنکہ مشتری باستدعاے غلہ نزدیک بائع کے گیا بائع نے کہا کہ نقد لوگے یا ادھار؟ مشتری نے کہا ادھار لوں گا۔ تب بائع نے کہا کہ نقد دو روپیہ کے حساب سے فروخت کرتا ہوں اور ادھار بحساب تین روپیہ من مشتری فی من تین روپیہ دینے کا وعدہ پر دس من غلہ لیا۔ یہ بیع شرعا جائز ہے یا نہیں؟

3۔آنکہ ایک شخص نزدیک ایک شخص کے دس بیگہ زمین رہن رکھ کر مبلغ سو روپیہ قرض لیا اس وعدہ پر کہ جس وقت روپیہ ادا کردوں گا ،زمین واپس لوں گا۔ تم مال گزاری زمیندار کو دیجیو اور جائیداد وغیرہ اپنے تصرف میں لائیو پس اثنائے رہن رکھنے راہن اور واپس لینے شے مرہون تک جو انتفاع مرتہن تصرف میں لاتا ہے وہ منفعت مقبوضہ متصرفہ شرعاً سود ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ایسی بیع شرعاًنا جائز ہے اور جو دس روپیہ سے بیس روپیہ انتفاع حاصل ہوئے وہ سود ہیں مشکوۃ شریف (ص 243 چھاپہ دہلی) میں ہے۔

"عن ابي سعيد خدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلف فی شئی فلا یصرفہ الی غیرہ قبل ان یقبضہ "[1] (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

(ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی چیز میں بیع سلف کرے تو وہ اسے قبضے میں لیے بغیر دوسری چیز (کی بیع) سے تبدیلی نہ کرے)

2۔ یہ بیع شرعاً جائز ہے مشکوۃ شریف (ص 240) میں ہے۔

"عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیعتین فی بیعتہ "[2] (رواہ مالک والترمذي وابوداؤدوالنسائی)

(سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا)

سنن ترمذی (ص 157 چھاپہ دہلی) میں ہے۔

"حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث حسن صحیح والعمل علی ہذا عند اہل العلم وقد فسر بعض اہل العلم قالوا : بیعتین فی بیعۃ ان یقول : ابیعک ہذا الثوب بنقد بعشرۃ وبنسیئۃ بعشرین ولا یفارقہ علی احد البیعین فاذا فارقہ علی احدہما فلا باس اذا کانت العقدۃ علی واحد منہما " انتہی

(ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (مذکورہ بالا) حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے بعض اہل علم نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے ایک سودے میں دو سودے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ کہے میں تمھیں یہ کپڑا نقد دس (درہم وغیرہ) میں فروخت کرتا ہوں اور ادھار بیس کا اور وہ ان دونوں میں سے کوئی ایک سودا قبول کیے بغیر جدا ہوجائے پس اگر وہ کوئی ایک سودا قبول کر کے جدا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ ان میں سے کوئی ایک سودا طے ہو جائے)

3۔ زیندار کو مال گزاری دے کر جو منفعت مرتہن کو اس زمین سے حاصل ہوگی وہ سب سود ہے۔ مشکوۃ شریف (ص 236) میں ہے،

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ "[3] روا مسلم

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " سونے کے بدلے سونا چاندی کے بدلے چاندی گندم کے بدلے گندم جو کے بدلے جو کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک ایک دوسرے کے برابر ہوں اور نقد با نقد ہوں جب یہ اضاف بدل جائیں تو پھر اگر وہ نقد ہو تو جیسے چاہے بیچو)

---

[1]۔ سنن ابی داؤد رقم الحدیث (3468) سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (2283) اس کی سند میں "عطیہ العوفی" ضعیف ہے۔

[2]۔ موطا الامام مالک (1342) سنن ابی داؤد رقم الحدیث (3377) سنن الترمذي رقم الحدیث (1231) سنن النسائی رقم الحدیث (4632)

[3]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (1587)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب البیوع، صفحہ: 619

محدث فتویٰ